مسلم- مسیحی مناظرانہ ادب کا تاریخی ارتقاء: عہد رسالت □ تا آٹھویں صدی ھجری

ڈاکٹر محمد ریاض محمود* ڈاکٹر ضیاءاللہ الاظہری**

Abstract

Historical Evolution of the Muslim-Christian Polemical Literature: From the Advent of Islam to 8th *Hijrah* Century

Interaction between the Muslims and Christians in the field of religious teaching started in the early days of the era of Allah's Prophet (SAW). *Waraqah ibn Nawfal*, *J┐ rood ibn ʻAmr*, *ʻAd┘ ibn ╓┐ tim* and *Naj┐ sh┘* embraced Islam and no body can deny these historical realities. However, regular debate (discussion) between the Muslim and Christian scholars began in 7th Hijra when a delegation comprising sixty persons came to the Holy Prophet (SAW). There were three priests who held a discussion with the Holy Prophet (SAW). The chain of discussion is still going on unabated. As a result of these debates and discussions, the Christian priests wrote blasphemous books about Islamic faith, worship and the Prophet of Islam (SAW). Retaliating, the Muslim scholars gave logical and rational answers. The scholars who wrote debateable books include *Q┐ sim ibn Ibr┐ h┘ m al-Ras┘* , *Ibn Rabban al-║ abar┘* , *Ab┴ ʻUthm┐ n al-J┐ ╒i ╘* , *Im┐ m ibn ╓ azam*, *Im┐ m Ghaz┐ l┘* , *Mukht┐ r ibn Mahmood Al-Zahid┘* , *S┐ le╒ ibn Hussain al-Jaʻfer┘* , *Im┐ m ibn Taymiyyah* and *Im┐ m ibn al-Qayyim al-Jawziyyah* are remarkable names. These Muslim scholars inflicted crushing defeat on these Christian priests. This article throws light on the debateable literature which was produced during the early eight centuries of Islam.

Keywords: Interfaith; Inter-Religious Dialogue; Religion; Islam; Christianity.

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے انبیاء ورسل کی آمد کا سلسلہ ہر دور میں جاری رکھا۔ ہر قوم کے لیے رسول وہادی مبعوث کیے جو کسی خاص علاقہ یا قوم کی طرف آتے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں حضرت محمد □ کو مبعوث کیا جو پوری کائنات کے نبی ہیں،[1] آپ □ کا دین اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔[2] اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان کو منسوخ قرار دیا، صرف اور صرف دین اسلام ہی حق اور سچ ہے، اس کے علاوہ کسی اور دین کی کوئی وقعت نہیں۔[3]

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پسندیدہ دین کو پوری کائنات پر پھیلانا تھا، اسے پوری کائنات کے ادیان پر غالب کرنا تھا، اس لیے آپ □ کو دین اسلام کے ساتھ پوری کائنات کے لیے مبعوث کیا۔ آپ □ کی بعثت کا مقصد بھی بتا دیا۔[4]

دین اسلام کی سربلندی کے لیے رسول کریم □ نے پوری کائنات میں دین اسلام کی دعوت کا پرچم بلند کیا۔ لوگ جوق در جوق پرچم اسلام تلے جمع ہونے لگے۔ دعوتِ اسلام پر جب لوگ لبیک کہنے لگے تو کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو بہت تکلیف ہوئی، آپ □ کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور آپ □ کو بہت تکالیف دی گئیں، لیکن آپ □ نے پھر بھی دعوتِ دین میں کمی نہیں آنے دی۔ آپ □ نے ان مشکلات کا پوری طرح مقابلہ کیا۔ اسی ضمن میں مسلمانوں کی یہود و نصاریٰ کے ساتھ بہت سی علمی چپقلشیں بھی ہوئیں، اس سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مناظروں کی راہ ہموار ہوئی، عہد نبوی میں ہی مسلمانوں نے غیر

---

* لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

** چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف سیرت، یونیورسٹی آف پشاور

مسلموں سے مناظرے کیے۔ اس سے ایک نئے علم کا آغاز ہوا جسے "علم المناظرہ" کہا جاتا ہے۔

نبی کریم □ کی عیسائیوں سے ملاقاتیں

ورقہ بن نوفل نصرانی اور آسمانی کتب کے عالم تھے، حضرت خدیجہؓ - جو ورقہ کی بھتیجی تھیں- نزول وحی ہونے پر آپ □ ان کے پاس لے گئیں، جس نے آپ □ کا حال سنا، تو کہا: "قدوس قدوس، اے خدیجہؓ! اگر تو مجھ سے سچ کہتی ہے تو بے شک یہ وہی ناموسِ اکبر ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا، بے شک وہ اس امت کے نبی ہیں۔ انہیں کہو، ثابت قدم رہیں"۔[5]

خدیجہؓ نے حضور □ سے یہی کہا۔ جب حضور □ غار حرا میں اپنے ایام پورے کر چکے، حسبِ دستور خانہ کعبہ میں طواف کیا۔ وہاں پر آپ □ سے ورقہ بن نوفل بھی ملے۔ آپ کے تمام حالات سننے کے بعد اس نے کہا:

> قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک تم اُمت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموسِ اکبر آیا جو حضرت موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ بے شک تمہیں لوگ جھٹلائیں گے، تکلیف پہنچائیں گے، لڑیں گے اور تم کو نکال دیں گے۔ اگر میں اس روز تک زندہ رہا تو ضرور خدا کے دین کی مدد کروں گا۔ ورقہ بن نوفل نے حضور □ کے سر مبارک کو بوسہ دیا پھر حضور □ اپنے گھر تشریف لے گئے۔[6]

ورقہ بن نوفل کی صحابیت کے بارے اختلاف ہے کہ کیا وہ صحابی تھے یا نہیں؟ روایات سے ان کی صحابیت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ انہوں نے نبی کریم □ کی تصدیق کی اور ان کے ساتھ دعوت اسلام میں مدد کرنے کی تمنّا ظاہر کی۔ لیکن وہ ہجرت سے قبل ہی وفات پا گئے۔ آپ کے مناقب میں بہت سی احادیث ہیں:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول □ نے فرمایا، ورقہ بن نوفل کو برا بھلا نہ کہو، میں اسے جنت میں دیکھتا ہوں۔[7] امام حاکم کے نزدیک یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے"۔[8] ایک دوسری صحیح الاسناد[9] میں یہ اضافہ ہے کہ آپ □ نے فرمایا" میں نے خواب میں ورقہ بن نوفل کو دیکھا ہے، ان پر سفید لباس تھا۔ اگر وہ اہل نار سے ہوتے تو اس پر کوئی دوسرا لباس ہوتا"۔[10]

نبی کریم □ کی یہ پہلی ملاقات تھی جو کسی عیسائی سے ہوئی جو سابقہ کتب سماویہ کے عالم تھے جنھوں نے سابقہ کتب سماویہ کے علم کی روشنی میں آپ □ کی رسالت اور آپ □ پر نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کی۔ ورقہ پہلے عیسائی تھے جس نے آپ □ کے ہاتھوں ہدایت پائی اور عیسائیوں کے لیے ایک نمونہ بنے۔

نبی کریم □ کی جارود بن عمرو نصرانی سے ملاقات

جارود بن عمرو قبیلہ بنو عبد القیس میں سے تھے، اور نصرانی تھے۔ نبی کریم □ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ □ نے انہیں دعوت اسلام دی۔ اس نے عرض کی: میں بھی ایک دین رکھتا ہوں، اگر میں اپنے دین کو چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ مجھے عذاب نہیں دے گا؟[11] رسول اللہ □ نے فرمایا: ہاں۔ جارود اور اس کے سب ساتھیوں نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم □ کو بہت خوشی ہوئی۔[12]

نبی کریم ؐ کی عدی بن حاتم سے مناظرانہ گفتگو

عدی بن حاتم اپنے قبیلہ کے بادشاہ اور عیسائی تھے۔قبیلہ بنی طے پر حملہ کرنے سے قبل ہی وہ ملک شام کی طرف بھاگ گئے۔جب نبی کریم ؐ نے قبیلہ بنی طے پر حملہ کیا تو وہاں سے قیدیوں کے ساتھ اس کی بہن گرفتار ہوگئی۔نبی کریم ؐ اس کی بہن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔اسے کپڑے، کھانا اور سواری کے لیے اونٹ دے کر روانہ کر دیا۔

وہ اپنے بھائی کے پاس شام پہنچی۔بہن کے کہنے پر عدی آپ ؐ سے ملاقات کرنے پر راضی ہوگیا۔مسجد نبوی میں حاضر ہو کر جب آپ ؐ سے ملاقات کی تو آپ نے اسے ان الفاظ میں دعوتِ اسلام پیش کی : "اے عدی بن حاتم طائی! اسلام قبول کرو سلامتی میں رہو گے"۔[13] اس نے جواب دیا، میں اپنے دین پر قائم ہوں۔نبی کریم ؐ نے اسے کہا، میں آپ کا دین جانتا ہوں، کیا آپ رَکوسی نصرانی نہیں؟ اس نے عرض کیا، ہاں۔تم اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتے ہو حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام ہے۔اس نے عرض کیا، جی ہاں۔عدی بن حاتم کہتے ہیں: میں جان گیا کہ یہ نبی ہیں۔

آپ ؐ نے اسے فرمایا، اے عدی! شاید تم اس وجہ سے اسلام قبول کرنے میں تامل کر رہے ہو کہ مسلمان غریب ہیں۔خدا کی قسم! یہ اس قدر مالدار ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گا جو صدقہ قبول کرے۔شاید تم اس وجہ سے اسلام قبول کرنے میں تامل کر رہے ہو کہ مسلمان تھوڑے ہیں، ان کے دشمن بہت ہیں۔واللہ! عنقریب تنہا عورت قادسیہ سے سفر کر کے حج کے لیے مکہ کی زیارت کو آئے گی اور راستہ میں اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔شاید تم اس وجہ سے اسلام قبول کرنے میں تامل کر رہے ہو کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے۔واللہ! تم عنقریب سنو گے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لیے۔نبی کریم ؐ کی اس گفتگو کو سن کر عدی بن حاتم مسلمان ہوگئے۔[14]

حضرت جعفر طیار کی نجاشی سے مناظرانہ گفتگو

دعوتِ دین کے سبب کفار نے آپ ؐ اور آپ ؐ کے پیروکاروں کو تکالیف دینا شروع کی تو مسلمانوں نے حبشہ کیطرف ہجرت کی۔ادھر قریش مکہ نے اپنے دو سفیروں حضرت عبداللہ بن ربیعہ اور حضرت عمرو بن العاص کو قیمتی اور عمدہ تحائف کے ساتھ عیسائی بادشاہ اصحمہ کی طرف روانہ کیا۔انہوں نے قیمتی تحائف بادشاہ کی بارگاہ میں پیش کیے، انہیں بتایا کہ ہماری قوم میں سے چند لوگ اپنے قومی مذہب کو ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا۔آپ ان کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں۔نجاشی کو اس بات پر بہت غصہ آیا اور کہا خدا کی قسم! میں ان مہمانوں کو ہرگز تمہارے سپرد نہیں کروں گا۔اس نے اَصحاب رسول کو بلوایا اور کہا، وہ کونسا مذہب ہے جو آپ نے اختیار کیا ہے؟ اس پر حضرت جعفر طیارؓ نے دینِ اسلام سے متعلق ایک پر اثر تقریر کی۔عیسائی بادشاہ نے پوچھا جو کچھ تمہارے نبی ؐ پر نازل ہوتا ہے اس میں سے تمہیں کچھ یاد ہے تو اس پر حضرت جعفر طیارؓ نے کہا، ہاں! نجاشی نے پڑھنے کے لیے کہا۔حضرت جعفر طیارؓ نے سورۃ مریم کی تلاوت شروع کر دی۔وہ اسے سن کر اس قدر رویا کہ اس کی ڈاڑھی تر ہوگئی۔اس نے کہا: "خدا کی قسم، یہ وہی کلام ہے جو حضرت عیسیٰ لائے تھے یہ دونوں ایک ہی مرکز نور سے نکلے ہیں" پھر قریش کے سفیروں کے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔[15]

نجاشی نے اصحاب رسول کو ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا۔اگلے روز پھر جب عمرو بن العاص نے نجاشی سے

کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں اچھا نظریہ نہیں رکھتے۔ نجاشی نے اصحاب رسول کو طلب کیا اور پوچھا: تم حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی نسبت کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفر طیارؓ نے فرمایا: "ہمارے نبی ﷺ پر ان کے متعلق یہی نازل ہوا ہے کہ وہ اللہ کے بندے، رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم کی طرف ڈالا، وہ کنواری اور بزرگ و پارسا تھیں"۔[16]

نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک تنکا اٹھا کر کہا: واللہ! تم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ اس سے زیادہ نہیں۔ یہی وہ پہلی علمی کشمکش تھی جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہوئی۔[17]

پہلا مسلم-مسیحی مناظرہ

مسلمانوں میں سب سے پہلے آپ ﷺ نے عیسائیوں سے مناظرہ فرمایا۔[18] آپ ﷺ کی خدمت میں نجران کے نصاریٰ کے ساٹھ آدمیوں کا ایک قافلہ آیا جس میں چودہ سردار تھے۔ ان میں بھی تین بڑے معزز اور تمام اختیارات کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک عبدالمسیح تھا جس کی رائے سب پر مقدم تھی۔ دوسرا ایہم اور تیسرا ابوحارثہ تھا جو مدارس وغیرہ کا منتظم تھا اور اپنے اعمال کی ذریعے سے بڑی عزت حاصل کی تھی۔ یوں یہ عالم عیسائیت کا نمائندہ وفد تھا جس میں ان کے اہم ترین افراد موجود تھے۔

جب نصاریٰ کا وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ان کی نماز کا بھی وقت ہوا تو وہ مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو نماز پڑھنے دو۔ نماز سے فراغت کے بعد ان میں سے بعض نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ خدا ہیں۔ اس پر انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ آپ نے مردوں کو زندہ اور بیماروں کو تندرست کیا، غائب کی خبریں دیں، مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک دی اور وہ زندہ ہو کر اڑنے لگا۔ بعض نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں، اس پر انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی کلام کیا۔ بعض نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ تین میں سے تیسرے ہیں، انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ "کہ ہم نے کیا، ہم نے پیدا کیا، ہم نے حکم کیا" اس سے معلوم ہوا کہ، خدا تین ہیں۔ ایک خدا، دوسرے عیسیٰ، تیسری مریم۔ اگر خدا ایک ہوتا تو کہتا "میں نے کیا، میں نے حکم کیا اور میں نے پیدا کیا"۔ جمع کا لفظ نہ بولتے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام قبول کرو۔ انہوں نے کہا: ہم تو مسلمان ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مسلمان نہیں ہو، اسلام قبول کرو۔ انہوں نے کہا: بیشک ہم مسلمان ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم جھوٹ بولتے ہو، تم عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہو، صلیب کی پرستش کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔ یہ باتیں تمہیں اسلام کو اختیار کرنے سے روکے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا، اے محمد ﷺ! اچھا بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ کا باپ کون تھا؟ اسی پر سورہ آل عمران کی اسّی ۸۰ سے زائد آیات آپ ﷺ پر نازل ہوئیں۔[19]

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول کریم ﷺ نے انہیں کہا: اسلام قبول کرو یا مباہلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس پر انہوں نے کہا، ہم آپ سے مباہلہ مناسب نہیں سمجھتے، نہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں، آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے کوئی آدمی بھیج دیں جو ہمارے درمیان فیصلے کرے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔[20]

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کا شہنشاہ مصر مقوقس مسیح سے مناظرہ

نبی کریم ﷺ نے جب بادشاہوں کو دعوتِ اسلام دینے کا ارادہ کیا تو اس غرض سے آپ ﷺ نے ان کے درباروں میں

مکتوب دے کر مختلف ایلچی بھیجے۔ ان میں سے ایک حاطب بن ابی بلتعہ بھی تھے جنھیں شہنشاہِ مصر مقوقس کے پاس بھیجا گیا جس نے آپ کا بڑے احترام استقبال کیا۔ آپؓ نے انہیں مکتوب پیش کیا:

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ یہ خط محمد ﷺ کی طرف سے ہے جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ مقوقس کی طرف جو قبطیوں کا سردار ہے، سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کا پیروکار ہے۔ میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تجھے دوگنا اجر عطا کرے گا۔ اگر تم روگردانی کروگے تو سارے قبطیوں کی گمراہی کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔ اے اہل کتاب! آجاؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے، ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو اپنا رب نہیں بنائیں گے، اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو کہو، اے منکرو! گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔[21]

مقوقس نے خط سن کر جواب دیا، اگر وہ واقعی سچے نبی اور رسول ہیں تو جس وقت ان کی قوم نے انہیں مکہ سے نکالا تو اس وقت ان کے حق میں بددعا کیوں نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔ اس پر حضرت حاطبؓ نے الزامی جواب دیا، اگر آپ کا یہ اعتراض درست ہے تو پھر حضرت عیسیٰؑ نے اس وقت اپنے دشمنوں کے حق میں بددعا کیوں نہ کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے جس وقت انہوں نے سولی دینے کا ارادہ کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا، مقوقس نے یہ سن کر کہا: "بہت خوب تم خود بھی دانا ہو اور جس کے پاس سے آئے ہو وہ بھی دانا ہے"۔[22] مقوقس نے حضرت حاطبؓ کو جواب دیا: "میں نے اس نبی کے بارے میں غور کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ناپسندیدہ چیزوں سے منع کرتے ہیں، قابل نفرت چیزوں کا حکم نہیں دیتے، قابل رغبت چیزوں سے نہیں روکتے، میں ان کو نہ تو نقصان پہنچانے والا جادوگر سمجھتا ہوں اور نہ ان کو جھوٹا کاہن سمجھتا ہوں، میں ان میں نبوت کی علامات پاتا ہوں مثلاً ان کا غیب کی خبریں دینا، میں اس پر غور کروں گا"۔[23] اس نے ایک جوابی مکتوب لکھ کر حضرت حاطبؓ کو دیا اور ساتھ تحائف روانہ کیے۔

خلیفہ ہارون الرشید (م ۱۹۳ھ) سے عیسائی کا مناظرہ

عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے ایک عیسائی طبیب سے کہا: تمہیں اسلام قبول کرنے سے کونسی چیز روکتی ہے؟ عیسائی طبیب نے کہا: آپ کی کتاب میں یہ آیت "وَرُوحٌ مِنْهُ"[24] ہے جو مجھے اسلام قبول کرنے سے روکتی ہے۔ اس پر ہارون الرشید خاموش ہو گیا۔ اس نے وقت کے عظیم علماء کو بلایا، ان سے اس کے متعلق دریافت کیا لیکن وہ بھی خاموش رہے۔ لیکن جب وہاں پر امام محمد بن عمر بن واقد المعروف واقدیؒ آئے تو ہارون الرشید نے انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ امام واقدیؒ نے قرآن کی ابتداء سے تلاوت کی حتی کہ اس آیت کریمہ پر پہنچے: ﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ﴾[25] یعنی ﴿تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں﴾ اپنے حکم سے امام واقدیؒ نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی تو ہارون الرشید کے پاس تشریف لے گئے، ہارون نے عیسائی طبیب کو بلایا، اسے یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی اور کہا: ﴿وَرُوحٌ مِنْهُ﴾ سے تو حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا جزو ہونے پر دلیل لیتا ہے یعنی اس آیت سے حضرت عیسیٰ کو تین میں سے تیسرا

ماننا ہے تو پھر تمہیں زمین و آسمان اور اس میں سے ہر چیز کو اللہ کا جزو ماننا پڑے گا کیونکہ اس آیت میں ﴿جَمِيعًا مِنْهُ﴾ ہے۔ عیسائی خاموش ہو گیا اور اسے کوئی جواب نہ آیا، اس نے اسلام قبول کر لیا۔ ہارون الرشید، امام واقدی سے بہت خوش ہوا اور انھیں نے انعام سے نوازا۔ اس واقعہ کے بعد امام واقدی نے خراسان واپس آکر "النظائر في القرآن" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔[26]

مسلم۔مسیحی مناظرانہ تحریری ادب کا آغاز وارتقاء

عہد رسالت مآب ﷺ میں ہی تبلیغی بنیادوں پر مسلم۔مسیحی مناظرہ و مجادلہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مسلم۔مسیحی مناظرانہ ادب سے متعلق پہلی تحریر ہے جس میں عیسائیت کے عقائد و رسوم کا ذکر کر کے ان کا رد کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل شاہ ولی اللہؒ نے اپنی معروف کتاب "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں "علم مخاصمہ" کے عنوان سے بڑی عمدگی سے دی ہے۔[27] مگر نفرت و تعصب کی بنیادوں پر مناظرانہ تحریری ادب کا آغاز مسیحی پادری یحییٰ بن منصور المعروف یوحنا دمشقی سے ہوا۔[28] اس کے علاوہ مسلم علماء نے بھی عیسائیت کے رد میں مستقل کتب تصنیف کیں۔ اس ضمن میں چند اہم قدیم کتب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ **الرد علی النّصاریٰ**، از امام قاسم بن ابراہیم بن اسمٰعیل الرسیؒ (م ۲۴۶ھ)، محقق: امام حنفی عبداللہ، مطبع: دارالآفاق العربیہ، قاہرہ، طبع: اوّل، سن اشاعت: ۱۴۲۰ھ، صفحات: ۵۹

امام الرسی عہد بنی عباس کے عظیم فقیہ، شاعر اور فرقہ زیدیہ کے امام تھے۔ آپ دس سال تک مصر میں رہے، بعد ازاں حجاز ویمن کی طرف چلے گئے۔ آپ کا وصال ۲۴۶ھ میں ہوا۔ درج ذیل کتب آپ سے یادگار ہیں:
۱۔ الرد علی الروافض، ۲۔ الناسخ والمنسوخ، ۳۔ القتل والقتال، ۴۔ فی العدل والتوحید، ۵۔ الفرائض ۶۔ المدیح الکبیر۔[29]

آپ نے "الرد علی النصاریٰ" عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کے ردّ میں تصنیف کی۔ سب سے پہلے وہ عقیدہ تثلیث کی وضاحت کرتے ہیں، اور عقیدہ تثلیث میں ہونے والے عیسائیوں کے اختلاف کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس ضمن میں "عقیدۃ النصاریٰ فی التثلیث" کے نام سے باب قائم کیا گیا ہے، عیسائیت کے عقائد سے بیزاری کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

> فنحمده لله على ما من به علينا في ذلك من البيان والهدى ونعوذ بالله في الدين
> والدنيا من اليهود والنصارى والملل الباقية الأخرى[30]
>
> ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم پر احسان کیا کہ ہم اس ہدایت کو بیان کرتے ہیں اور اور دین و دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں، یہود و نصاریٰ اور دیگر ملتوں سے۔

رد عیسائیت کے حوالے سے اس کا شمار ابتدائی کتب میں ہوتا ہے۔ اس کا انداز بیان جامع، مختصر اور تحقیقی ہے۔

۲۔ **الدین والدولۃ فی اثبات النبی محمد ﷺ**، از ابوالحسن علی بن سہیل المعروف ابن ربّن طبریؒ (م ۲۴۷ھ)، محقق: عادل نویہض، دارالآفاق الجدیدۃ، بیروت، طبع: اوّل، سن اشاعت: ۱۳۹۳ھ، صفحات: ۲۳۹

ابن ربّن کی ولادت مختلف فیہ ہے لیکن راجح قول کے مطابق آپ کی ولادت ابو جعفر منصور (۱۳۶۔۱۵۸ھ) کی خلافت کے اواخر یا پھر مہدی (۱۵۸۔۱۶۹ھ) کی خلافت کے اوائل میں ہوئی۔ آپ کے ابتدائی مذہب کے بارے میں اختلاف ہے، بعض

آپ کو یہودی جبکہ بعض آپ کو نصرانی کہتے ہیں۔ بستانی لکھتے ہیں: "اس کا نام اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اصلاً یہودی تھا، اور اس سے ابن ندیم کی بھی تائید ہوتی ہے۔ اس نے المعتصم باللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا"۔[31] لیکن بستانی کی یہ رائے درست نہیں کیونکہ آپ نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں ہی اپنے عیسائی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ کتاب کی چھٹی فصل میں لکھتے ہیں: "میں نصرانی تھا...الخ"۔[32]

کتاب طویل مقدمہ، اختتامی فصل اور خاتمہ کے علاوہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب ۲۱۰ صفحات میں ہے اور باقی ۲۹ صفحات پر مختلف انواع کے انڈکس اور ماٰخذ وغیرہ مذکور ہیں۔ مقدمہ میں بہت سی آیاتِ قرآنی بیان کرتے ہوئے آخر میں سورہ توبہ کی یہ آیت تحریر کی گئی ہے: "تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر، اور اس کی رضا پر، وہ بہتر ہے، یا وہ جس نے اپنی بنیاد رکھی ایک گراؤ گڑھے کے کنارے پر؟ تو وہ اسے لے کر جہنّم کی آگ میں ڈھے پڑا اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا"۔[33]

اس آیت کے بعد لکھتے ہیں:

> اس کی طرف ان کو دعوت دی تھی، اس پر انہوں نے اپنی دعوت کی بنیاد رکھی تھی، اس سے ہی اپنے دین کے قوانین اور اپنے حق کی شروط کی ابتداء کی تھی جس کا عرب کے مشرکین اور اہل کتاب نے انکار کیا، اہل کتاب نے آپ ﷺ کا نام چھپایا، اس کتابت میں تحریف کی جو ان کے انبیاء کی کتابوں میں موجود ہے جس کو میں ظاہر کرنے والا ہوں تاکہ قاری اس کو واضح طور پر دیکھ سکے اور اسلام کے ساتھ اس کی قوت اور سرگوشی میں اضافہ ہو۔[34]

خوبصورت مقدمہ میں روایت، اجماع عام اور تاریخی روایات کی صحت پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے دس ابواب میں سے مندرجہ ذیل آخری تین انتہائی اہم ہیں:

الف۔ رسول اللہ ﷺ کے مبلغ صحابہ، جنہوں نے آپ ﷺ سے روایات کیں، نیک اور انسانوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ نفس اشخاص تھے کہ ان جیسے افراد کے بارے میں جھوٹ اور غلط بیانی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ب۔ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں، اگر آپ مبعوث نہ کیے جاتے تو آپ ﷺ کے اور حضرت اسمٰعیلؑ کے بارے میں انبیاء سابقہ کی پیش گوئیاں باطل ٹھہرتیں۔

ج۔ انبیاءؑ نے آنحضرت ﷺ کے ظہور سے کافی عرصہ پہلے آپ کی آمد، نبوت، آپ کے شہر، نقل وحرکت اور اقوام وفرماں روایانِ عالم کے آپ کی امت کے زیر نگیں ہونے کی پیش گوئی کی ہے۔ اپنا مقصدِ تصنیف یوں بیان کیا گیا ہے: "یہ سب میں اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو اندھیرے سے نکالے جو ظالمانہ سرکشی و گمراہی میں مبتلا ہیں"۔[35]

یہاں وہ خاص طور پر عیسائیوں کے اسلام پر جن اعتراضات کا ذکر کر کے ان کا جواب دینا چاہتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ عیسائیوں کو گمراہی سے نکالنا اور ان کو دعوتِ اسلام دینا چاہتے ہیں۔ وہ اعتراضات یہ ہیں:

۱۔ ہم (عیسائیوں) نے کہیں یہ نہیں دیکھا کہ انبیاء سابقہ نے آنحضرت ﷺ کی آمد کی پیش گوئی کی ہو۔

۲۔ ہمیں (آنحضرت ﷺ کے) کسی معجزہ اور پیش گوئی کی خبر نہیں۔

۳۔ عیسیٰؑ نے ہم کو خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

مصنف نے ان اعتراضات کا مفصل و مدلل جواب دیا ہے۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اس وقت تک یورپ نے عیسائیت کو قبول نہیں کیا تھا، بلکہ یہ شام، فلسطین، ایشیائے کوچک، مصر، عراق اور کسی حد تک ایران میں محصور تھی۔ تورات وانجیل سریانی، عبرانی اور عربی زبانوں میں پائی جاتی تھی۔ مصنف ان زبانوں سے بخوبی واقف تھا، لہٰذا اس کے حوالہ جات قابل اعتبار ہیں۔

وہ ایک قدیم عیسائی عالم و مؤرخ فرا کسیس کی کتاب "حوارین کے مکاتیب" کے حوالہ سے بتاتا ہے کہ ترکی میں واقع انطاکیہ کی عیسائی مرکزی کلیسا میں پانچ اہم شخصیات تھیں جن کو عیسائی انبیاء کہتے ہیں۔ یعنی برناباس، شمعون، لوقیوس، مانایل اور ساول (شاول)۔ یہ لوگ فلسطین سے انطاکیہ گئے تھے اور اسی فرا کسیس کی کتاب میں مذکور ہے کہ یہ لوگ وہاں یہودا اور شیلا کے گھر میں ٹھہرے تھے جو خود انبیاء کہلاتے تھے۔ لہٰذا ان کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰؑ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، ایک قول باطل ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ عیسیٰؑ کے بعد ایسے لوگ تھے جن کو عیسائی خود انبیاء ورسل کہتے ہیں اس کی ایک اہم مثال "فولس" ہے۔

۳۔ المختار فی الردّ علی النّصاریٰ، از ابو عثمان عمرو بن بحر المعروف بہ جاحظ (م ۲۵۵ھ)، محقق: ڈاکٹر محمد عبداللہ شرقاوی، مطبع: دارالجیل، بیروت، طبع: اوّل، سن اشاعت: ۱۴۰۴ھ، صفحات: ۹۶

امام جاحظ نے اپنی کتاب کا تذکرہ معروف کتاب "الحیوان" میں کیا ہے۔ ابن قتیبہ نے تاویل مختلف الحدیث اور قاضی عبدالجبار نے اپنی کتاب "المغنی" میں اس کو امام جاحظ کی جانب منسوب کیا ہے۔

محقق ڈاکٹر محمد عبداللہ شرقاوی نے اس کتاب کو دو قسموں میں بانٹا ہے۔ پہلی قسم ایک طویل مقدمہ پر مشتمل ہے جبکہ دوسری قسم میں مکمل کتاب درج ہے جس میں نصاریٰ کے اعتراضات کا رد کیا گیا ہے۔ آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ پہلے ان کا ایک عقیدہ بیان کرتے ہیں پھر اس کا مُسکِت جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ بعد ازاں آپ عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان سے سوالات بھی کرتے ہیں۔ رسالہ کی ابتداء میں عیسائیوں کے اس دعوی کی تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے گود میں کلام نہیں کیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک فصل میں آپ نے اُلوہیت وابنیت مسیح پر مفصل بحث کی ہے۔

۴۔ الفصل فی الملل والاھواء النحل، از امام ابو محمد علی بن احمد المعروف بہ ابن حزم ظاہری (۴۵۶ھ)، محقق: ڈاکٹر محمد ابراہیم نصر، ڈاکٹر عبدالرحمن عمیرہ، جلدیں: ۴، مطبع: دارالجیل، بیروت، طبع: دوم، سن اشاعت: ۱۴۱۶ھ

کتاب میں مختلف مذاہب وفرقے، ان کے اصول و تعلیمات پر عالمانہ و محققانہ بحث کی گئی ہے جس کے بعد ان کی تردید میں دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ اس طرح سوفسطائیوں، فلسفیوں، مجوسیوں، یہودیوں، عیسائیوں وغیرھم اور ان کے مختلف فرقوں کے عقائد اور ان کے اثبات میں ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد ان کی تردید کی گئی ہے۔ اسلامی اصول اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے خیالات پر بھی بحث کی گئی ہے، آخر میں فرقہ ظاہریہ کے خیالات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس باب کے تحت کہ یہود کی جملہ کتب اور اناجیل اربعہ میں یقیناً تحریف و تبدیلی ہو چکی ہے اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے انھیں نازل نہیں کیا۔ تورات سامری کی بابت بیان کیا گیا ہے: "سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو تورات (فرقہ) سامریہ کے ہاتھوں میں ہے وہ اس تورات کے خلاف ہے جو دوسرے یہودیوں کے پاس ہے۔[36]

سامریہ کا دعویٰ ہے: "یہی تورات نازل کی گئی اور وہ یقین کرتے ہیں کہ جو تورات یہود کے پاس ہے وہ محرّف

ومبدّل ہے جبکہ یہود یہ کہتے ہیں کہ سامریہ کی تورات میں تغیر و تبدل کر دیا گیا ہے۔"[37]

پہلے حصے میں تورات وزبور میں تحریف کے شواہد پیش کیے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں اناجیل پر مفصل بحث کی گئی ہے:

> نصاریٰ نے ہمیں اس مشقت سے بے نیاز کر دیا ہے کیونکہ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ اللہ کے پاس سے مسیح پر نازل کی گئی ہیں اور نہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان اناجیل کو مسیح ان کے پاس لائے ہیں بلکہ یہ سب لوگ شروع سے آخر تک نسطوری، یعقوبی، مارونی وغیرہ سب کے سب اس امر میں اختلاف کرتے ہیں کہ یہ چار کتب تواریخ ہیں۔ جن کو چار شخصیتوں نے تالیف کیا ہے اور وہ مختلف زبانوں میں مشہور ہیں۔[38]

ابن حزم کا اہل کتاب کے عقائد و نظریات پر تفصیلی بحث دوران استدلال غیر معمولی طور پر جارحانہ وناقدانہ ہے۔

۵۔ الرد الجمیل لالھیۃ عیسیٰ بصریح الانجیل، از حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد، الغزالیؒ (م۵۰۵ھ)، محقق: عبد العزیز عبد الحق حلمی، مطبع: دار الکتب، قاہرہ، طبع: اوّل، سن اشاعت: ۱۳۹۳ھ، صفحات: ۳۴۷

امام غزالی نے عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کی تردید انجیل کے حوالہ سے کی ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ کتاب کی ابتداء میں فلاسفہ کے مسئلہ اتحاد پر بحث کی گئی ہے نیز جسم اور روح کے باہمی اتحاد کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد ان نصوص کا ذکر کیا گیا جن سے اُلوہیتِ مسیح کا وہم ہوتا ہے۔ باپ اور بیٹے کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ اکثر مقامات پر عیسائیوں کو مخاطب بھی کیا گیا ہے، جس سے کتاب کا مناظرانہ رنگ واضح ہوتا ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار اس کتاب کے متعلق لکھتا ہے: "امام غزالی نے اپنی کتاب میں مسیحیت کے عقیدۂ تثلیث پر فاضلانہ بحث کی ہے نیز انجیل کی استنادی حیثیت کے بارے میں بھی بتایا ہے"۔[39]

۶۔ الرسالۃ الناصریۃ، از امام نجم الدین مختار بن محمود الزاہدی (م۶۵۸ھ)، محقق: محمد مصریؔ، مطبع: منشورات مرکز المخطوطات والتراث والوثائق، کویت، طبع: اوّل، سن اشاعت: ۱۴۱۴ھ، صفحات: ۸۲

رسالہ کو درج ذیل تین ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے:

الباب الاوّل: رسالت محمدی کے اثبات کے دلائل

الباب الثانی: رسالت محمدی کے منکرین کے شبہات اور ان کے جوابات

الباب الثالث: مسلم - مسیحی مناظرہ اور ان کے عمومی وعلمی سوالات کے جوابات

پہلے باب میں علامہ زاہدی نے درج ذیل تین دعوے کر کے ان کو ثابت کیا ہے: إحداها أنه ادعى الرسالة إلى الثقلين, والثانية أنه ظهرت المعجزات عليه, والثالثة من ظهرت عليه المعجزات فهو رسول صادق۔

دوسرے باب میں ان گروہوں کا رد پیش کیا گیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کے مخالف ہیں۔ باب کا آغاز ان الفاظ سے کیا گیا ہے: وهم اثنتا عشرة طائفة: عشرة منها ينكرون اصل النبوة، وطائفتان تنكران نبوة محمد ﷺ، الى الثقلين خاصة، والله اعلم۔[40]

نبوتِ محمدی کے مخالف مختلف گروہوں کے اعتراضات کا الگ الگ ذکر کر کے ان کا مدلل جواب پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کا تیسرا باب تفصیلاً لکھا گیا ہے جس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مناظروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی جانب سے ہونے والے علمی و عمومی سوالات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ بیت المقدس کی طرف کچھ عرصہ نماز پڑھتے رہے پھر آپ نے مسجد حرام کی جانب نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اگر آپ ﷺ سچے ہوتے تو ایک قبلہ پر ہی ثابت قدم رہتے۔ اس کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:
1- اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو قرآن میں اس کا اشارہ کیا: ﴿اب بیوقوف لوگ کہیں گے، کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے، جس پر تھے۔ آپ فرمادیں کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے ہیں، وہ جسے چاہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے﴾۔[41]
2- نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کی جانب سے رخ موڑ کر مسجد حرام کی جانب اس کی تکریم کی خاطر کیا۔ 3- کہ دو قبلوں کی جانب رخ کر کے نماز، ان علاماتِ نبوت میں شامل ہے جو کتب سابقہ میں ہے۔ 4- حضرت آدم سے نبی کریم ﷺ کے عہد تک تمام ملت اسلامیہ میں نسخ جائز ہے۔ جیسے بہن سے شادی کرنا حضرت آدم کے عہد تک جائز تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ عہد یعقوب میں دو بہنوں کو ایک نکاح میں اکٹھا رکھنا جائز تھا لیکن شریعت موسوی میں منسوخ ہو گیا۔ پھر ہر زندہ چوپایہ حضرت نوح اور ان کی ذریت کے لیے مباح تھا مگر خون، لیکن بعد میں شریعت موسوی میں منسوخ ہو گیا۔[42]

۷۔ الرد علی النصاریٰ، از امام ابوالبقاء صالح بن حسین جعفری (م ۶۸۸ھ)، محقق: ڈاکٹر محمد حسانین، مطبع: مکتبۃ المدارس، قطر، طبع: اوّل، سن اشاعت: ۱۴۰۹ھ، صفحات: ۱۳۱

کتاب کو سات ابواب یا سات مسائل پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر مسئلہ ایک باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسائل یہ ہیں:

پہلا باب عیسائیوں کے اس دعویٰ کی تردید میں لکھا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔ دوسرے باب میں مسئلہ اتحاد کا ابطال پیش کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں ان کے دعویٰ قتل یعنی عقیدہ صلیب کا رد کیا گیا ہے۔ اس باب میں پہلے تو عیسائیوں کے اس عقیدہ کا ابطال پیش کیا گیا ہے اور اس کے بعد مسلمانوں کے اس دعویٰ پر ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ قتل نہیں ہوئے بلکہ ان کی جگہ پر کوئی دوسرا شخص قتل ہوا تھا۔ چوتھے باب میں ان کے عقیدہ تثلیث کا رد ہے۔ پانچویں باب میں اناجیل کی حیثیت بیان کرتے ہوئے ان کی تحریف کو واضح کیا گیا ہے۔ چھٹے باب میں حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کو ثابت کیا گیا ہے اور انکے عقیدہ الوہیت کا رد پیش کیا گیا ہے۔ ساتویں باب میں حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے اثبات میں دلائل پیش کیے گئے ہیں۔[43]

۸۔ الرسالۃ القبرصیۃ، از شیخ الاسلام ابوعباس تقی الدین احمد بن شہاب بن تیمیہ (م ۷۲۸ھ)، محقق: علی سید صبح مدنی، مطبع: مکتبۃ المدنی، القاہرہ، طبع: سوم، سن اشاعت: ۱۳۸۰ھ، صفحات: ۴۷

یہ وہ معروف خط ہے جو امام ابن تیمیہ نے حاکم قبرص کو لکھا، اس میں اسے بتایا گیا کہ مسلمان قیدیوں کی گرفتاری تعلیماتِ انجیل کی خلاف ورزی ہے، لہٰذا قیدیوں کو رہا کرنا حاکم کے لیے اخروی نجات کا باعث ہو گا۔ تاریخ اس بارے میں ہماری کوئی رہنمائی نہیں کرتی کہ امام ابن تیمیہ کے اس مکتوب کا حاکم قبرص پر کیا اثر ہوا۔ ممکن ہے امام ابن تیمیہ کے پیغام رساں ابوالعباس مقدسی اور اسکے ساتھی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے کام لیا گیا ہو یا انہیں رہائی نصیب ہو گئی ہو۔ تاہم اتنا یقینی ہے کہ قبرص

سے امام ابن تیمیہ کو اس کتاب کے جواب میں تفصیل سے لکھنا پڑا اور یوں "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" تالیف ہوئی۔

۹۔الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح, از شیخ الاسلام ابوعباس تقی الدین احمد بن شہاب بن تیمیہ (۷۲۸ھ), محقق: علی بن حسن بن ناصر, جلدیں: ۳, مطبع: دار الفضیلۃ، الریاض، السعودیۃ, طبع: اوّل, سن اشاعت: ۱۴۲۴ھ

یہ کتاب بنیادی طور پر صید اور انطاکیہ کے اسقف پال کی ایک کتاب کا جواب ہے، اس میں ابن تیمیہ نے نصرانیت کا ابطال اور اسلام کی حقانیت پر بھرپور استدلال کیا ہے۔ ابن تیمیہ نے صراحت سے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی مسیحیت بگڑ چکی تھی اور خود مسیحی بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی مذہبی کتب میں خواہ غلطی سے اور خواہ عمداً تحریف ہوئی ہے۔

۱۰۔ہدایۃ الحیاری فی اجوبۃ الیہود والنّصاری, از امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بہ ابن قیّم الجوزیہؒ (م ۷۵۱ھ), محقق: ڈاکٹر محمد احمد الحاج, مطبع: دار القلم، دمشق, طبع: اوّل, سن اشاعت: ۱۴۱۶ھ, صفحات: ۶۰۰

یہود و نصاریٰ کے رد میں یہ ابن قیم کی معروف کتاب ہے۔ آپ نے یہود کے فرقوں اور ان کی تحریفات کا ذکر کیا ہے۔ پھر آپ نے نصاریٰ کے اصول، عقائد، تحریف، فرقے اور ان کا حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اختلاف اور آخر میں نبوتِ محمد ﷺ کے اثبات میں دلائل پیش کئے ہیں۔ نبوت محمد ﷺ کے منکرین کی خوب تردید کی ہے۔ آپ نے اس کتاب کی تالیف میں قرآن، بائبل اور ابن تیمیہ کی کتاب "الجواب الصحیح" سے خوب استفادہ کیا ہے اور اس سے بہت سی فصول نقل کی ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

---

[1] القرآن الکریم، سورۃ الأعراف 7: 158

[2] القرآن الکریم، سورۃ المائدۃ، ۵: ۳

[3] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، ۳: ۸۵

[4] القرآن الکریم، سورۃ التوبۃ، ۹: ۳۳

[5] ابن ہشام، محمد عبد الملک. السیرۃ النبویۃ. ط ۲: ۱۴۰۲ھ، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲/۲۳۸

[6] أیضاً

[7] امام حاکم، محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ نیشاپوری. المستدرک. ط ۱: ۱۳۹۸ھ، دار الفکر بیروت، لبنان، ۲/۶۶۶، رقم: ۴۲۱۱

[8] أیضاً

[9] أیضاً

[10] م۔ن، ۴/۴۳۵، رقم: ۸۴۸۷

[11] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۲/۳۸۹

[12] أیضاً

[13] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۲/ ۵۸۰

[14] أیضاً

[15] أیضاً، ۱/۳۳۵

16 ایضاً

17 ایضاً

18 الحمیدان، ابراہیم بن صالح. اسلوب المناظرۃ فی دعوۃ النصاریٰ الی الاسلام. ط: ۱۴۱۴ھ، المملکۃ العربیہ، سعودیہ، ص۷۵

19 سورہ آل عمران کی ابتدائی آیات ملاحظہ ہوں۔

20 ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۳۳۵

21 ابن القیم، محمد بن ابی بکر. زاد المعاد فی ہدی خیر العباد. ط۱۴: ۱۴۰۷ھ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۳/۶۰۳

22 الشامی، محمد بن یوسف الصالحی (م ۹۴۲ھ). سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد. ط: ۱۴۱۴ھ، دار لکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/ ۳۴۸

23 حلبی، علی بن برہان الدین. السیرۃ النبویۃ. ط: ۱۳۲۰ھ، المطبع الازہریۃ، مصر، ۳/۲۸۱

24 القرآن الکریم، سورۃ النساء، ۴:۱۷۱

25 القرآن الکریم، سورۃ الجاثیہ، ۴۵:۱۳

26 سکونی، عمر، ابو علی. عیون المناظرات. تحقیق: سعد غراب. ط: منشورات الجامعۃ التونسیۃ، تونس، ص۲۰۷؛ محمود الالوسی، ابو الفضل. روح المعانی. ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۶/۲۵

27 شاہ ولی اللہ، قطب الدین. الفوز الکبیر فی علم التفسیر. ط۲: ۲۰۰۷ء، شیخ بشیر اینڈ سنز، لاہور، ص۷

28 اسلوب المناظرہ فی دعوۃ النصاری الی الاسلام، ص۷۸

29 الرسی، قاسم بن ابراہیم بن اسمٰعیل. الرد علی النّصاریٰ. ط۱: ۱۴۲۰ھ، دار الآفاق العربیہ، قاہرہ، ص۴۵

30 ایضاً، ص۵۴

31 بستانی. دائرۃ المعارف. ط۱: ۱۴۰۴ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۸۷

32 ابن ربن، علی بن سہل ابو الحسن. الدین والدولۃ فی اثبات النبی □. ط۱: ۱۳۹۳ھ، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، ص۱۰۸

33 القرآن الکریم، سورۃ التوبہ، ۹:۱۰۹

34 الدین والدولۃ فی اثبات النبی □، ص۳۳

35 ایضاً، ص۳۴

36 ابن حزم، علی بن احمد ابو محمد. الفصل فی الملل والاھواء النحل. ط۲: ۱۴۱۶ھ، دار الجیل، بیروت، ۱/۱۱۷

37 ایضاً

38 ایضاً، ۲/۲

39 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ط: ۱۹۸۶ء، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۳/۳۱۷

40 الزاہدی، امام نجم الدین مختار. الرسالۃ الناصریۃ. ط۱: ۱۴۱۴ھ، منشورات مرکز المخطوطات والتراث والوثائق، کویت، ص۵۳

41 القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، ۲:۱۴۲

42 الرسالۃ الناصریۃ، ص۵۳

43 جعفری، صالح بن حسین، ابو البقاء. الرد علی النصاری. تحقیق: محمد حسائین. ط1: 1409ء مکتبۃ المدارس، قطر، ص۳۵